رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علے الدین کلہ

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

فاروق

قادیان

شرح چندہ
سرپرستان - معاونین - عام - طلباء - ششماہی
عـہ - صہ - للعہ - ہے - عاہ
انڈیا سے باہر چھ روپے آٹھ آنے (ہـ)

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸-

جلد ۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۵ رجب المرجب ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۵ء | نمبر ۲۵

کھوسلہ کے فیصلہ کے خلاف اپیل کے اخراجات میں ہر احمدی حصہ لے

جناب ناظر صاحب بیت المال کی طرف سے بارہ ہزار روپیہ کی فوری ضرورت کا الفضل میں جو اعلان شائع کیا گیا ہے وہ احباب کی نظر سے گذر چکا ہوگا۔ اور اگر کسی دوست نے پڑھا نہیں تو اب پڑھ لے اور دوسرے احمدی مردوں عورتوں حتیٰ کہ بچوں کو بھی سنا دے۔ سشن جج گورداسپور کے فیصلہ کے خلاف اپیل ایک ایسی ضروری اور اہم چیز ہے کہ کئی اصحاب اس کے متعلق ہر قسم کے اخراجات کا سارا بوجھ اکیلے اٹھانا اپنے لئے باعث سعادت سمجھتے ہیں۔ اور اپنا سب کچھ خرچ کر دینے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن اس خیال سے کہ ہر ایک احمدی جس کے لئے ممکن ہو۔ اس میں حصہ لے کر ثواب حاصل کر سکے۔ اس لئے اخراجات کے متعلق عام اعلان کیا گیا ہے۔

چونکہ ایک طرف اس کام کے لئے روپیہ کی جلد ضرورت ہے۔ اور دوسری طرف یہ ایک معمولی رقم ہے۔ جو فوری طور پر جمع ہو سکتی ہے۔ اس لئے احباب کو چاہیئے۔ کہ جلد سے جلد اس میں شریک ہو جائیں۔ اور نہ صرف خود شریک ہوں۔ بلکہ اپنے بیوی بچوں کو بھی شریک کریں۔ اور دوسرے احمدیوں کو بھی شرکت کی تحریک کریں۔

پس اس تحریک میں ہر احمدی کو بلکہ احمدی بچوں کو بھی چندہ دینا چاہیئے۔ خواہ وہ کتنا ہی قلیل کیوں نہ ہو۔ تاکہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عزت اور وقار کی حفاظت کے احساس کا اظہار ہو۔

* * *

سلسلہ کی خبریں!

(۱) حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت خدا کے فضل سے بہت اچھی ہے۔ حضور بعد نماز عصر روزانہ درس قرآن مسجد اقصےٰ میں فرماتے ہیں۔ الحمد للہ

(۲) سلسلہ عالیہ کے قابل فخر آنریبل چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب ممبر کامرس اینڈ ریلوے ۹ اکتوبر کو رات کے سوا نو بجے قادیان رونق افروز ہوئے۔ رات کو اپنے سیلون میں رہے اور ۱۰ اکتوبر کو ۸ بجے کے قریب آپ کا شاندار جلوس اسٹیشن سے شروع ہوا اور مرزا گل محمد صاحب رئیس قادیان کے احاطہ میں ختم ہوا جہاں لوکل انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے ایڈریس پیش کیا گیا۔ بعد ازاں سر موصوف مسجد مبارک میں نفل ادا کرنے کے لئے گئے۔ وہاں سے مزار حضرت مسیح موعود پر فاتحہ خوانی کو حاضر ہوئے۔ اور پھر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ ۱۱ اکتوبر کو آپ سے عملہ الیکٹرک قادیان نے بجلی کا افتتاح کرایا اور آپ کے دست مبارک سے قادیان میں کرنٹ آیا۔ شام کی گاڑی سے بخیریت تمام آپ کُلّو کی طرف روانہ ہو گئے۔ آپکو لوکل انجمن احمدیہ نے ۱۰ کی دوپہر کو دعوت طعام دی۔ اور ۱۱ کو ٹون کمیٹی م

م قادیان و معززین سکھ و ہندو و غیر احمدی اصحاب کی طرف سے ٹون ہال میں فروٹ پارٹی دی گئی۔ اور ایڈریس پیش کیا۔ جس کا انگریزی میں سر ممدوح جواب دیا۔ مفصل پھر۔

تحریک قرضہ ۳۰ تیس ہزار

احباب کرام کو معلوم ہے۔ کہ مخالفین سلسلہ عالیہ کی شرارتوں کی وجہ سے کچھ عرصہ سے مرکز پر بہت سے غیر معمولی اخراجات کا بوجھ پڑ رہا ہے جس کے باعث صدر انجمن احمدیہ اب پھر زیادہ زیر بار ہوگئی ہے۔ اور معمولی بجٹ میں سے اخراجات کا پورا کرنا سخت مشکل ہو رہا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اب کچھ عرصہ سے انجمن کے کارکنوں اور متعلقین کو ان کی تنخواہیں اور وظائف باقاعدگی کے ساتھ ماہ بماہ ادا نہیں کئے جاسکے۔ جس سے بے چینی پیدا ہوتی ہے۔ اور بعض ضروری کاموں میں رکاوٹ واقع ہوتی ہے۔

اِس مشکل کو حل کرنے کے لئے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے اس تجویز کو پسند فرمایا ہے۔ کہ اس وقت ایک نئی تحریک تیس ہزار روپیہ قرض لینے کے لئے جماعت کے ان خاص احباب سے کی جائے۔ جو حصول ثواب کی خاطر خوشی سے اس میں شریک ہونا چاہیں۔

اِس تحریک کو بھی تحریک قرضہ ساٹھ ہزار کی طرح خاکسار کے سپرد کیا گیا ہے۔ جس کے یہ معنی ہیں۔ کہ اس روپیہ کی فراہمی اور واپسی اسی طرح خاکسار کے زیر نگرانی ہوگی۔ جس طرح پہلے قرضہ کی تحریک تھی۔

اِس تیس ہزار روپے کی فراہمی اور واپسی کے شرائط حسب ذیل ہونگے۔

ایک سو روپیہ سے کم رقم اس تحریک میں کسی دوست سے نہیں لی جائے گی۔ اس سے زیادہ رقم جس قدر بھی کوئی دوست دینا چاہیں شکریہ کے ساتھ قبول کی جائے گی۔ مگر وہ رقم پورے سینکڑوں میں ہونا ہوگی۔

یہ رقم جس قدر جلد ممکن ہو۔ محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام بھیجدی جائے۔ اور بیس اکتوبر ۱۹۳۵ء تک پہنچ جانی چاہیئے۔

واپسی کل روپیہ کے فراہم ہو جانے پر جنوری ۱۹۳۷ء سے شروع ہوگی۔ اور اس کی وہی صورت ہوگی۔ جو تحریک ساٹھ ہزار میں تھی۔ یعنی ایک ہزار روپیہ ہر مہینہ میں ان دوست یا دوستوں کو ادا کیا جایا کرے گا۔ جن کا نام قرعہ میں نکلے گا۔

اس قاعدہ سے استثنا صرف ان دوستوں کے لئے کی جائے گی۔ جو اس تحریک میں پانچ ہزار یا اس سے زیادہ روپیہ داخل کریں گے۔ ان کے ساتھ یہ رعایت کی جائے گی۔ کہ اگر ان کو کسی وقت روپیہ جلد مطلوب ہو تو ان کے اطلاع دینے اور کم از کم ایک مہینہ کا نوٹس دینے پر ان کو ایک مہینہ میں اڑھائی ہزار روپیہ تک واپس دیدیا جائیگا (اس صورت میں اس ماہ میں کوئی رقم بذریعہ قرعہ اندازی واپس نہ کی جائے گی۔) اگر ایک سے زیادہ دوست اس استثنا کے ماتحت ایک ہی وقت میں روپیہ طلب فرمائیں۔ تو حتی الوسع ہر ممکن کوشش ان کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے کی جائے گی۔

اس ضمن میں اس امر کا بیان کردینا خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ کہ تحریک قرضہ ساٹھ ہزار میں کل رقم جو سوا چوہتر ہزار سے زائد جمع ہوئی تھی۔ اس میں سے قریباً ۳۶۰۰۰/- چھتیس ہزار روپیہ کی رقم احباب کو واپس کردی جاچکی ہے۔ جو اٹھتیس ایک ہزار کی رقم ابھی باقی ہے وہ انشاءاللہ حسب وعدہ ۳۱ر اکتوبر ۱۹۳۶ء تک تمام احباب کو واپس کردی جائے گی۔ اور نئے قرضہ کی واپسی جنوری ۱۹۳۷ء سے شروع ہوگی۔ اور جس تاریخ سے ادائیگی قرضہ ۳۰ ہزار شروع ہوگی۔ اس سے دو سال کے اندر اندر انشاءاللہ تمام قرضہ واپس کردیا جائے گا۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ جس طرح احباب نے میری تحریک قرضہ ساٹھ ہزار کو کامیاب بنانے میں خوشدلی کے ساتھ مدد دی تھی۔ وہ اب سلسلہ کی اس نئی خدمت کے موقعہ کو بھی غنیمت سمجھیں گے۔ اور اس تحریک قرضہ تیس ہزار میں شامل ہوکر مجھے شکریہ کا مزید موقع عطا فرمائیں گے۔

خاکسار۔ فرزند علی عفی اللہ عنہ ناظر امور عامہ قادیان۔

مولانا حالی مرحوم کی صد سالہ سالگرہ!

زندہ دِل مُحبّانِ ملک و ملت کی خدمت میں

اپیل

آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ ۲۶ اور ۲۷ر اکتوبر ۱۹۳۵ء کو پانی پت میں مولانا الطاف حسین حالی مرحوم کی صد سالہ سالگرہ کا جشن منعقد ہو رہا ہے۔ حالی مرحوم اُن بزرگوں میں سے تھے جن کی ذات انفرادیت کے گرداب سے نکل کر حیاتِ قومی کے محیط بیکراں میں اِس طرح گھل مل جاتی ہے کہ جب تک ان کی قوم زندہ رہتی ہے وہ بھی زندہ رہتے ہیں۔ خدا کے فضل سے حالی کی قوم زِندہ ہے اور زندہ رہے گی۔ وہ آج اپنے شاعر کی صد سالہ سالگرہ منا رہی ہے اور ہر سو سال کے بعد اسی طرح مناتی رہے گی۔ انشاءاللہ الحی القیوم۔

حالی ملت کا دل اور ملک کی زبان تھا۔ اُمید و بیم کی لہریں جو قلب ملت کی گہرائیوں میں پیدا ہوئیں۔ حالی کے دل میں مدوجزر بن کر اٹھیں اور دیس کا ترانہ جو ملک کے لبوں تک آکر رہ جاتا ہے۔ حالی کی زبان سے حب وطن بن کر نکلا۔ حالی کی یاد اصل میں اس انقلاب کی یاد ہے جو قوم کے مزاج اور ملک کے مذاق میں پچھلی صدی کے آخر میں پیدا ہوا۔ جشنِ حالی ملک اور قوم کی بیداری کا جشن ہے۔

حالی۔ سر سیّد مرحوم کا دست و بازو تھا جنہوں نے قومی تعلیم کے ذریعہ اصلاح و ترقی کی بنیاد ڈالی اور اس بنیاد پر ایک رفیع الشان عمارت کھڑی کر دی۔ تعلیمی کانفرنسوں میں جہاں سر سید کی بارعب آواز گونجتی تھی۔ اور ہماری سوئی ہوئی عقلوں کو جھنجوڑ کر بیدار کر دیتی تھی وہاں حالی کی پرسوز آواز بھی لہکتی تھی۔ اور ہمارے بجھے ہوئے دلوں میں آگ لگا دیتی تھی۔ قومی تعلیم میں جب تک سر سید کا ڈنکا بجتا ہے۔ حالی کا سکہ بھی چلتا رہے گا۔

جو تعلق حالی کو قومی تعلیم سے تھا۔ اُسے دیکھتے ہوئے جشن حالی کی صدارت کیلئے قومی تعلیم کے گُلِ سرسبد ہز ہائینس فرمانروائے بھوپال خلد اللہ ملکہ، کا انتخاب قوم کے حسن انتخاب اور خوش نصیبی کی دلیل ہے۔ ہز ہائینس کو ان کی مادر مہربان علیا حضرت نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ جنت مکانی نے رئیسوں کے مدرسے میں تعلیم دلانے کی بجائے سب سے بڑی قومی تعلیم گاہ میں بھیجا۔ جہاں سے وہ سچے سردار قوم اور محب وطن بن کر نکلے۔

ہز ہائینس کا منتظمین جشن حالی کی درخواست کو شرف قبول بخشنا اور اس جشن کی صدارت قبول فرمانا اتنا بڑا احسان ہے۔ جس کا شکریہ ساری قوم کو مل کر کرنا چاہیئے۔

ہم کُل محبان ملک و ملت اور حامیان علم و تعلیم سے پُرزور اپیل کرتے ہیں۔ کہ جشن حالی کو کامیاب بنانے کے لئے کوئی امکانی کوشش اُٹھا نہ رکھیں۔ ہمیں امید ہے۔ کہ ملک کے ہر گوشہ سے ارباب ذوق پانی پت تشریف لاکر ۲۶۔ ۲۷ر اکتوبر کو جشن حالی میں شریک ہونگے۔ اور ملک کی کل انجمنیں اور تعلیم گاہیں اپنے اپنے نمائندوں کو اس مبارک تقریب میں شرکت کے لئے بھیجیں گی۔

ہم اس موقعہ پر اہل ہمت کو حالی میموریل فنڈ کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ جو بیس سال سے حالی مرحوم کے وطن پانی پت میں نہایت قابل قدر علمی اور تعلیمی خدمات انجام دے رہا ہے۔ جس کی نگرانی میں حالی مرحوم ہی کا قائم کیا ہوا ایک ہائی اسکول اور متعدد ابتدائی مدارس اور ایک علمی رسالہ اور ایک کتب خانہ چل رہا ہے۔ زندہ دل اہل ملک سے یہ توقع ہے کہ وہ اس موقع پر حالی میموریل فنڈ کے لئے اتنا سرمایا فراہم کر دینگے۔ کہ وہ آئے دن کی مالی پریشانیوں سے نجات پاکر اپنا کام اطمینان سے انجام دے سکے۔ ہم تمام قومی اخباروں سے اپیل کرتے ہیں کہ اپنے ناظرین کو جشنِ حالی کی شرکت اور حالی میموریل فنڈ کی امداد پر آمادہ کر کے حب قومی کا ثبوت دیں۔

جشن میں شرکت کی اطلاع اور میموریل فنڈ کا چندہ خواجہ سجاد حسین صاحب بی۔ اے سابق انسپکٹر مدارس و آنریری سکرٹری حالی میموریل فنڈ ایسوسی ایشن و سکرٹری استقبالیہ کمیٹی حالی سینٹنری پانی پت کے پتہ سے بھیجنا چاہیئے۔

الملتمسین۔

(نواب صدر یار جنگ بہادر مولانا حاجی) محمد حبیب الرحمٰن (خان صاحب شروانی) حبیب گنج۔ ضلع علی گڑھ۔

(مولانا خواجہ) حسن نظامی (صاحب) درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین صاحب قدس سرہٗ۔ دہلی۔ (ڈاکٹر) ذاکر حسین (خان صاحب ایم۔ اے پی۔ ایچ ڈی۔ پرنسپل جامعہ ملیہ) دہلی۔

(علامہ ڈاکٹر سر) محمد اقبال (صاحب نائٹ۔ ایم اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ ڈی۔ لٹ، بیرسٹر ایٹ لا) لاہور (علامہ مسٹر) عبداللہ یوسف علی (ایم۔ اے۔ سی۔ بی۔ ای۔ آئی۔ سی۔ ایس (ریٹائرڈ) پرنسپل اسلامیہ کالج) لاہور۔

(کرنل سرینڈت) کیلاش نرائن ہکسر (صاحب نائٹ ایم۔ اے۔ سی۔ ایس۔ آئی پولیٹیکل ممبر کونسل) گوالیار (مولانا حاجی سید) سلیمان ندوی (صاحب) دار المصنفین اعظم گڑھ۔ (ڈاکٹر) مختار احمدؐ انصاری (صاحب ایم۔ ڈی۔ ایم۔ ایس) دہلی

(آنریبل خان بہادر صاحبزادہ نواب سر) عبدالقیوم (خان صاحب۔ کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ منسٹر گورنمنٹ صوبہ سرحدی) پشاور۔ (ڈاکٹر) ضیاءالدین احمدؐ (صاحب۔ ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ ڈی۔ ایس۔ سی سی۔ آئی۔ ای۔ ایم۔ ایل۔ اے۔ وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی) علی گڑھ۔ (بریگیڈیر) سی۔ ایس۔ ٹوٹ (صاحب بہادر) شملہ۔

(محترمہ) بیگم شاہنواز (صاحبہ) لاہور۔

(مولوی) عبدالحق (صاحب۔ بی۔ اے۔ علیگ سکرٹری انجمن ترقی اردو اورنگ آباد) حیدر آباد دکن۔

(نواب مسعود جنگ بہادر ڈاکٹر سر) سید راس مسعود (صاحب نائٹ ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ ڈی۔ ڈی۔ لٹ۔ بیرسٹر ایٹ لا وزیر تعلیمات گورنمنٹ بھوپال) بھوپال (مسٹر) ہالنس (صاحب بہادر۔ ڈائرکٹر جنرل محکمہ پولس گورنمنٹ ہز ایگزالٹیڈ ہائینس حضور نظام خلد اللہ ملکہ) حیدر آباد دکن۔ (نواب حیدر نواز جنگ بہادر سر) محمد اکبر نذر علی حیدری (صاحب نائٹ بی۔ اے۔ فائینس و ریلوے ممبر گورنمنٹ ہز ایگزالٹیڈ ہائینس حضور نظام خلد اللہ ملکہ) حیدر آباد دکن۔

سجاد حسین (آنریری سکرٹری حالی مسلم ہائی سکول) پانی پت ÷ —— (پانی پت۔ ۲۳ر ستمبر ۱۹۳۵ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
فاروق
جلد ۲۰ ؛ قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۵ء ؛ نمبر ۲۵

جماعت احمدیہ اور احرار کی جنگ کو احرار کی معافی یا موت ہی ختم کرسکتی ہے

از خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

۴؍ اکتوبر ۳۵ء کے خطبہ جمعہ میں حضور نے سورۃ انفال کی ان آیات مبارکہ واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسه وللرسول ولذی القربیٰ والیتمیٰ والمسٰکین وابن السبیل ان کنتم اٰمنتم باللہ وما انزلنا علیٰ عبدنا یوم الفرقان یوم التقی الجمعٰن واللہ علیٰ کل شیء قدیر۔ اذ انتم بالعدوۃ الدنیا وھم بالعدوۃ القصویٰ والرکب اسفل منکم۔ ولو تواعدتم لاختلفتم فی المیعاد۔ ولکن لیقضی اللہ امرا کان مفعولا لیھلک من ھلک عن بینۃ ویحییٰ من حیّ عن بینۃ وان اللہ لسمیع علیم۔ اذ یریکھم اللہ فی منامک قلیلا ولو اراکھم کثیرا لفشلتم ولتنازعتم فی الامر ولکن اللہ سلّم انه علیم بذات الصدور۔ واذ یریکموھم اذ التقیتم فی اعینکم قلیلا ویقللکم فی اعینھم لیقضی اللہ امرا کان مفعولا۔ والی اللہ ترجع الامور۔ کی پُر معارف تفسیر فرماتے ہوئے احرار کے جنگ کا سارا نقشہ کھینچکر آخر میں فرمایا۔ کہ ”احرار کی طرف سے بلاوجہ ہم پر حملہ کیا گیا ہے۔ جس کا فیصلہ کرنے کے لئے میں نے انہیں مباہلہ کا چیلنج دے رکھا ہے۔ لیکن ان کی طرف سے اخبار میں یہ اعلان تو ہو جاتا ہے۔ کہ فلاں صاحب قادیان آئیں گے۔ اور مسجد ارائیاں میں اس کا جواب دینگے۔ لیکن جن کو مباہلہ کی دعوت دی گئی ہے۔ ان کو معلوم نہیں کیا ہو گیا ہے ایک شخص کو پانچ سات نوجوانوں کے ساتھ یہاں بھیج دیا جاتا ہے اور وہ گالی گلوچ کر کے واپس چلا جاتا ہے۔ حالانکہ چاہیئے تو یہ کہ سارے آئیں۔ شرائط طے کریں۔ اور پھر مباہلہ کریں۔ بلکہ میں نے تو ان کی سہولت کے لئے لاہور میں ہی اپنے نمایندے مقرر کر دیئے تھے۔ کہ ان کے ساتھ شرائط طے کرلیں۔ مگر چونکہ ان کے دل جانتے ہیں۔ کہ اس صورت میں لیھلک **من ھلک عن بینۃ** کا عذاب ان کے لئے کھڑا ہے۔ ادھر انہوں نے مباہلہ کیا اور اُدھر خدا تعالےٰ نے ان کی گردن پکڑی اسلئے کسی کو سامنے آنے کی **جرأت نہیں** ہوئی **اگر ہمت ہے تو سب کے سب آئیں** ورنہ یہ کیا ہے۔ کہ کسی ایک کو بھیجدیا کہ مسجد ارائیاں میں تقریر کر جائے۔ گویا مسجد ارائیاں بھی ایک متبرک مقام ہے کہ اس کے بغیر انکا اعلان ہی نہیں ہو سکتا۔

میں نے خود تو نہیں دیکھا۔ مگر کسی نے لکھا ہے۔ کہ انہوں نے اخبار میں اعلان کیا ہے۔ کہ وہ

صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر

بھی مباہلہ کریں گے۔ ہم اس کے لئے بھی تیار ہیں۔ لیکن اس کے لئے وہ اور پانسو آدمی لائیں ہم بھی دوسرے پانسو اس مباہلہ کے لئے پیش کرینگے۔ دونوں مباہلوں کو ملانے کی ضرورت نہیں۔ میں ان کی اس ہوشیاری کو سمجھتا ہوں۔ بات یہ ہے۔ کہ وہ جانتے ہیں۔ انہیں پانسو ایسے آدمی ملنے مشکل ہیں۔ جو واقعی یہ عقیدہ رکھتے ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک کی ہے۔ صداقت مسیح موعود کا مسئلہ علیحدہ ہے۔ جس پر غیر احمدیوں میں سے ایک تعداد کو واقعی شبہ ہے۔ اور اس کے لئے ان میں سے مباہلہ کرنے والے مل سکتے ہیں۔ لیکن

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک

والا الزام ایسا ہے۔ کہ ہر عقلمند اسے غلط سمجھتا اور جانتا ہے کہ آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک نہیں کی۔ بلکہ آپ کی عزت کو قائم کیا ہے۔ پس میں کہتا ہوں۔ کہ یہ مباہلہ بھی

ضرور ہو۔ مگر اس سے علیحدہ ہو۔ وہ اس کے لئے دوسرے پانسو آدمی لائیں۔ اور ہم بھی ایسا ہی کریں گے۔ ہاں لیڈر وہی ہوں۔ ان کے

وہی پانچوں لیڈر

ایک مباہلہ میں شامل ہوں۔ اور وہی دوسرے میں۔ ادھر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے مرد ممبر اور ناظر دونوں میں شریک ہونگے۔ اور پانچ پانچ سو آدمی دونوں کے لئے علیحدہ علیحدہ ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کوئی ایسی چیز نہیں جس پر مباہلہ کرنے سے ہمیں گریز ہو۔ ہم آپ کی صداقت پر جہاں وہ چاہیں۔ قسم کھانے کو تیار ہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہی ہم نے اسلام کی صداقت سمجھی ہے۔ ورنہ جس رنگ میں یہ مولوی اسلام کو پیش کرتے ہیں۔ اس رنگ میں اسے کون معقول شخص مان سکتا ہے۔ جو نامعقول یہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپھی زاد بہن کو دیکھا۔ اور نعوذ باللہ اس پر عاشق ہو گئے۔ ایسے بے وقوفوں کے بتائے ہوئے اسلام کو کون مان سکتا ہے۔

خدا تعالےٰ کا بتایا ہوا اسلام

تو وہ ہے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عصمت کو ثابت کرتا ہے۔ اور جو قرآن کریم میں ہے۔ صحیح احادیث میں ہے۔ مگر کون ہے۔ جو ہمیں قرآن کریم کی طرف لایا۔ صحیح احادیث کی طرف لایا۔ یا تازہ نشانات کی طرف لایا۔ یہ سب کچھ ہمیں **حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے ملا۔ اور اس کے بعد کون کہہ سکتا ہے۔ کہ ہم آپ کی صداقت کے متعلق مباہلہ کرنے سے ایک منٹ کے لئے بھی پس و پیش کر سکتے ہیں۔** ہم اس کے لئے تیار ہیں۔ اور ہر میدان میں تیار ہیں۔ لیکن احرار اس کے لئے علیحدہ پانسو آدمی لائیں۔ ہم بھی علیحدہ لائیں گے۔ اور اس طرح

دو مباہلے ہوں

تا لیھلک من ھلک عن بیّنۃ ویحیٰ من حیّ عن بیّنۃ کا نظارہ دنیا دیکھ لے۔ انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ خالی مسجد ارائیاں میں تقریر کرنے سے کام نہیں چل سکتا۔ وہ

باقاعدہ شرائط طے کریں

بلکہ میں نے تو یہاں تک کہدیا تھا۔ کہ مجھے اپنی پیش کردہ شرائط پر اصرار نہیں۔ انہیں اگر کوئی شرط بوجھل معلوم ہوتی ہے۔ تو اسے پیش کریں۔ میں چھوڑنے کو تیار ہوں۔ مگر یہ ضرور ہے۔ کہ مباہلہ ہو ایسے رنگ میں کہ

اللہ تعالےٰ کا زندہ نشان

دنیا کو نظر آجائے۔ اس کے بعد اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ **ان اللہ لسمیع علیم۔** اس میں بتایا ہے۔ کہ جب بھی مومن اللہ تعالےٰ کی طرف توجہ کرینگے۔ وہ ضرور ان کی دعاؤں کو سنے گا۔

پس میں احرار کو

پھر ایک دفعہ

توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ اس

پیالہ کو ٹالنے کی کوشش نہ کریں

شرائط طے کر لیں کسی شرط پر اگر انہیں کوئی اعتراض ہو۔ تو اسے پیش کریں۔ اور اس طرح فیصلہ کر کے مباہلہ کر لیں۔ کسی مولوی کے نام کے ساتھ لمبے چوڑے خطابات درج کر کے اسے یہاں بھیجدینا کہ مسجد ارائیاں میں ساٹھ ستر لوگوں کے درمیان کھڑے ہو کر کہہ جائے کہ احمدی فرار کر گئے۔ ٹھیک طریق نہیں۔ نہ شرائط کا تصفیہ۔ نہ تاریخ کا تعین۔ اور نہ ان لوگوں کی طرف سے کوئی جواب جن کو مخاطب کیا گیا ہے۔ اور یونہی کسی کا مسجد میں آکر کہہ جانا تو ایسا ہی ہے۔ جیسے پنجابی میں کہتے ہیں۔ کنک کھیت۔ کڑی پیٹ آجوائیا منڈے کھا۔ یعنی لڑکی پیدا نہیں ہوئی۔ گندم موجود نہیں۔ اور داماد سے کہا جائے۔ کہ آؤ روٹیاں کھالو۔ جب نہ کوئی تاریخ مقرر ہے۔ نہ شرائط طے ہوئے ہیں۔ تو احمدی فرار کیسے کر گئے۔ فرار تو تب ہے کہ شرائط طے ہو جائیں۔ وقت مقرر ہو جائے۔ اور پھر ایک فریق نہ آئے۔ پس میں احرار کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اس طرح کی باتوں سے اب کام نہ چلیگا وہ اب خواہ کسی رنگ میں آئیں

خدا کی گرفت سے

نہیں بچ سکیں گے :

مسلمان تاجر اور مسلمان کاریگر توجہ کریں

مسلم چیمبر آف کامرس پنجاب نے بائی مسلم تحریک کے سلسلہ میں ذیل کا انتظام کیا ہے (۱) جن مسلمانوں کو ہندوؤں نے اس تحریک کے سلسلہ میں کام سے علیحدہ کیا ہے وہ تمام کوائف دفتر میں درج رجسٹر کرائیں تاکہ اسلامی اور انگریزی کارخانوں میں انکی کھپت کا انتظام کیا جائے۔ (۲) تمام مسلمان تاجر مسلمان کاریگر یا مسلمان نوجوان ہر قسم کی کاروباری اطلاع اور کاروباری مشورہ ہر روز بارہ بجے اور تین بجے دوپہر کے درمیان بالکل مفت دفتر سے طلب کر سکتے ہیں۔ بیرون لاہور سے خرچ ڈاک بھیجکر واقفیت حاصل کی جا سکتی ہے (۳) ان ہندو تاجروں یا دیگر اشخاص کی اطلاع دفتر میں پہنچانی ضروری ہے۔ جو پرامن بائی مسلم، تحریک کے راستہ میں حائل ہوتے ہیں تاکہ حکام بالا کو اس شرارت پسند عنصر کی اطلاع دیجائے۔ یہ چیمبر کی رائے میں بائی مسلم تحریک مسلمانوں کیلئے فائدہ کا باعث ہے اور اس کے مقابلہ پر بائی ہندو تحریک مسلمانوں کو کوئی مستقل نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ کیونکہ ہندوؤں نے ایک ہزار سال سے اپنی تمام خوراکی۔ پوشاکی اور دیگر ضروریات ہندوؤں سے ہی پورا کرنے کا انتظام کر رکھا ہے۔

یہ رائے عام کوائف کا مطالعہ کرنے کے بعد دیگئی ہے۔

(جائنٹ سکرٹری مسلم چیمبر آف کامرس پنجاب۔ تاج محل ہوٹل۔ انار کلی لاہور)

علامات حمل

رحم کا منہ بند ہونا۔ ناف اور فرج کے درمیان درد خفیف محسوس ہونا۔ جماع سے نفرت ہونا۔ حیض کا بند ہونا۔ متلی کرب۔ ثقل بدن۔ خفقان۔ دردسر کا ہونا۔ پیشانی پر پسینہ آنا۔ اشتہا فاسد اور کم ہونا۔ پیاس کا زیادہ ہونا۔ قارورہ کا نیلا ہونا۔ زبان کی نیچے کی رگوں کا سبز معلوم ہونا۔ ابتداء میں نبض کا قوی اور صلب ہونا اور پھر قصیر اور ضعیف ہونا۔ سینہ کی رگوں کا سیاہ معلوم ہونا بھی حمل کی علامت ہوتا ہے۔ یہ علامات بسا اوقات اور امراض کیساتھ بھی ہوتی ہیں۔ لہٰذا ان سے حکم قطعی نہیں ہو سکتا۔ یہ علامات وقت قیام نطفہ کی ہیں۔ اس کے بعد اگر دریافت کی ضرورت ہو تو شہد خالص دو تولہ سرد پانی میں ملا کر نہار پلائیں۔ اگر ناف کے قریب مروڑ معلوم ہو تو سمجھ لیں کہ حمل ہے ورنہ نہیں

علامات حمل ذکور خوبی و صفائی رنگ زیادتی خوشی۔ قارورہ رنگین۔ خواہش غذا لطیف۔ سیدھی چھاتی کا بڑا ہونا۔ سر چھاتی کا سرخ رنگ ہونا۔ تیسرے مہینہ بچہ کا حرکت کرنا۔ سیدھی طرف حرکت کا محسوس ہونا۔ .... شکم زیادہ ابھرا ہوا معلوم ہونا۔ حرکت کرتے وقت پہلے سیدھے پاؤں کو حرکت دینا۔ ہتھیلی ہاتھ کا سرخ صاف چکنا ہونا۔ شیر حاملہ کا پانی میں تہ نشین ہونا۔ حاملہ کے پاؤں کی رگوں کا سرخ ہونا۔ کپڑا کو ہلدی سے رنگ کر شیر حاملہ اس پر ڈالیں۔ اگر کپڑا سرخ ہو جائے تو لڑکا ہے۔ گندم اور جو علیحدہ علیحدہ بو کر حاملہ کے پیشاب سے تر کریں۔ اور اگر اول گندم اُگے لڑکا ہے۔ حاملہ کھڑے ہو کر پیشاب کرے۔ اگر سیدھا پاؤں تر ہو تو لڑکا ہے۔

نقشہ دریافت تاریخ وضع حمل

نقشہ کے ہر ایک خانہ میں اوپر والے ہندسے آخر حیض کے بند ہونے کی تاریخ ظاہر کرتے ہیں۔ اور ان کے نیچے والے وضع حمل کی اندازاً تاریخیں بتلاتے ہیں۔ مثلاً اگر آخری حیض یکم جنوری کو بند ہوا ہے تو وضع حمل غالباً ۸؍ اکتوبر کو ہو گا۔ یا اگر آخری حیض ۳۱؍ جنوری کو بند ہوا۔ تو وضع حمل غالباً ۷؍ نومبر کو ہو گا۔

جنوری	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	جنوری
اکتوبر	۸	۹	۱	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۱۱	۲۲	۲۲	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	نومبر
فروری	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸				فروری
نومبر	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۱	۲	۳	۴	۵				دسمبر
مارچ	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	مارچ
دسمبر	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۱	۲	۳	۴	۵	جنوری
اپریل	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰		اپریل
جنوری	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۱	۲	۳	۴		فروری
مئی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	مئی
فروری	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸		۲		۴	۵	۶	۷	مارچ
جون	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰		جون
مارچ	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۱	۴	۳	۴	۵	۶		اپریل
جولائی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	جولائی
اپریل	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	مئی
اگست	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	اگست
مئی	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۱	۷	۳	۸	۶	۵	۷	جون
ستمبر	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۵	۲۳	۱۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰		ستمبر
جون	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷		جولائی
اکتوبر	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	اکتوبر
جولائی	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	اگست
نومبر	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰		نومبر
اگست	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۱	۲	۲	۴	۵	۶		ستمبر
دسمبر	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	دسمبر
ستمبر	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۱	۷	۳	۴	۵	۶	۸	اکتوبر

خالصہ مشن

بھائی سیوا سنگھ صاحب کے ٹریکٹوں پر ایک نظر

نمبر ۲

(از گیانی واحد حسین صاحب احمدی مبلغ)

بھائی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک عبارت جس میں حضورؑ نے فرمایا ہے۔ کہ گرنتھ صاحب باوا نانک صاحب کے دو سو سال بعد بنا ہے۔ نقل کر کے اس طرح جواب لکھتے ہیں۔

(۱) "**جواب**۔ مرزا صاحب کے ناشائستہ اقوال اور اس کی بے ہودہ قیل و قال کو پڑھ کر صرف ایک ہی نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ مرزا تحقیق کے مادہ سے قطعی محروم تھا۔ اور بدگوئی کے بغیر کوئی وصف اس میں نہ تھا۔ اندریں حالات اگر وہ گورو گرنتھ صاحب کی شان کے خلاف کچھ کہتا ہے۔ تو وہ اپنی عادت سے مجبور ہے۔

(۲) مرزا کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ گورو نانک صاحب کے وقت میں اس جگہ درس تدریس کا رواج تھا۔ تعلیم کا چرچا عام تھا۔ اور خود بقول تمہارے چاروں ویدوں کے عالم تھے۔ اور ان کے جانشین گورو انگد صاحب گورمکھی حروف کے موجد ایسی حالت میں یہ کہنا کہ گورو صاحب کے شبد دو صد برس بعد لکھے گئے جھک مارنا ہے۔

(۳) گورو نانک صاحب جی کا واصل بحق ہونے کا سال سنہ ۱۵۹۶ ہے۔ اور گورو گرنتھ صاحب کی جلد سنہ ۱۶۶۱ میں تیار ہوئی یعنی گورو نانک صاحب کے واصل بحق ہونے کے ۶۵ سال بعد گورو گرنتھ صاحب کی بیڑ تیار ہو گئی۔ اس ۶۵ سال کے عرصہ کو دو صد سال سے بھی زیادہ مدت مدید و عرصہ بعید کہنا مرزا کی ایسی غلط بیانی ہے۔ جس کے لئے اگر کورٹ میں جانے کی نوبت آئے تو مرزا کم سے کم ہوا کھائے۔

(۴) غور کرو۔ جب گورو نانک صاحب ۱۵۹۶ میں واصل بحق ہونے کے ۱۳۶ سال بعد گورو گوبند سنگھ صاحب بھی اس دنیا کو چھوڑ کر راہ گزائے عالم جاودانی ہو گئے۔ تو دو سال بعد کون آدمی تھا۔ جو شبد لکھتا رہا۔ کیا اس قسم کے دروغگو کے اعتراض بھی کوئی وزن رکھ سکتے ہیں۔ ہرگز ہرگز نہیں۔" (نور کا فتور ص ۳۴ و ص ۳۵)

ناظرین! یہ ہے بھائی سیوا سنگھ صاحب کا اعتراض جس کی بناء پر آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق نہایت گندہ دہانی سے کام لیا ہے حضرت صاحب کا قصور بقول بھائی صاحب صرف یہ ہے۔ کہ حضورؑ نے یہ لکھا ہے۔ کہ گرنتھ صاحب باوا نانک صاحب کے دو صد سال بعد لکھا گیا ہے۔ اس میں کونسی بات ایسی تھی۔ جس سے آپ کو اشتعال آگیا اور آپ اپنے حواس پر قابو نہ رکھ سکے۔ یہ ایک تحقیق بات تھی۔ اگر درست نہ تھی۔ تو تردید کر دیتے اتنا گند اچھالنے کی کیا ضرورت تھی۔

سنو غور سے سنو تعصب کی پٹی اتار کر سنو میں نے آپ کے سارے اس مضمون کو چار نمبروں میں تقسیم کیا ہے۔ نمبر ۱ میں تو صرف آپ کی گالیاں ہی لکھیں ہیں۔ ہم اس کا کیا جواب دے سکتے ہیں۔ وہ ہمیشہ آپ کی تہذیب اور شرافت ظاہر کرتی رہیں گی۔

جھوٹ نمبر ۵۔ باقی رہا نمبر ۲ میں آپ کا فرمانا۔ کہ گورمکھی حروف کے موجد گورو انگد صاحب ہیں۔ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ گرنتھ صاحب میں راگ آسا محلہ ا میں پٹی لکھی ہوئی ہے۔ جس میں گورمکھی کے ۳۵ حروف لکھے ہوئے موجود ہیں۔ صرف معمولی مرت بھید ہے۔ یعنی گورو انگد صاحب کے بہت عرصہ پہلے وہ حروف موجود ہیں۔ آپ کا گورو انگد صاحب کو ان کا موجد کہنا کس طرح درست ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر آپ کا قول درست ہے۔ تو پھر ماننا پڑے گا۔ کہ وہ پٹی کس نے گورو نانک کے نام منسوب کر کے گرنتھ میں درج کر دی؟ پس دو ہی صورتیں ہیں۔ یا گرنتھ صاحب تحریف شدہ ہے۔ اور یا گورو انگد گورمکھی حروف کے موجد نہیں اگر گرنتھ کی عزت بچانی ہے۔ تو وہی کہنا پڑے گا جو آپ نے حضرت صاحب کو کہا "گورو انگد کو گورمکھی حروف کا موجد لکھ کر سیوا سنگھ نے جھک ماری ہے" دیکھا آپ پر یہ فقرہ کیسا چست ہوتا ہے؟

اور نمبر ۳ میں آپ کا یہ کہنا کہ گرنتھ صاحب گورو نانک کے ۶۵ سال بعد تیار ہوا۔ درست نہیں۔ حضرت صاحب کا منشاء گرنتھ کے مکمل ہونے کا یعنی جو جلد سمت ۱۶۶۱ بکرمی میں باوا صاحب کے ۶۵ برس بعد تیار ہوئی وہ تو نامکمل تھی۔ اور گورو گوبند سنگھ کے زمانہ میں مکمل ہوئی۔ حضرت صاحب کے پاس جنم ساکھی بھائی بالا مطبوعہ نول کشور لاہور جو سمت ۱۹۴۷ بکرمی مطابق سنہ ۱۸۹۰ء میں چھپی ہے موجود تھی۔ اس کے ص ۲۷۳ پر لکھا ہے کہ باوا صاحب کی وفات سمت ۱۵۴۶ بکرمی میں ہوئی۔ اور ایک قلمی جنم ساکھی جو سمت ۱۸۵۱ کی لکھی ہوئی ہے۔ اس میں بھی گورو صاحب کی وفات سمت ۱۵۴۶ بکرمی میں ہوئی۔

لکھی ہے۔ اگر یہ تاریخ وفات درست نہیں یا کاتب کی غلطی ہے۔ تو اس کے ذمہ دار آپ کے گوربھائی بھائی کوشال سنگھ ہیں۔ یا مطبع والے۔ اس میں حضرت صاحب کا کیا قصور ہے۔ انہوں نے سادھارن طور پر دیکھا۔ اور اندازہ لگا کر لکھ دیا۔ کہ گرنتھ باوا صاحب کے دو صد سالی بعد لکھا گیا ہے۔ جو ان جنم ساکھیوں کی تحریروں کے مطابق بالکل درست تھا۔ دیکھو جنم ساکھیوں کی تحریروں کے مطابق بابا نانک صاحب کی وفات سمت ۱۵۴۶ بکرمی میں ہوئی۔ اور سمت ۱۷۶۲ بکرمی میں گورو گوبند سنگھ صاحب نے دمدمہ صاحب میں گرنتھ کو مکمل کر کے منی سنگھ سے لکھوایا۔ اس حساب سے گرنتھ صاحب باوا نانک صاحب کے ۲۱۶ سال بعد مکمل طور پر بنا اور حضرت صاحب کا کہنا کہ گرنتھ باوا صاحب کے دو سو سال بعد بنا بالکل درست ہوا۔ اگر غلطی ہے تو آپ کے بھائی بندوں کی یا پریس والوں کی۔ ان کو کوسو یا بیٹھ کر سر پیٹو۔

جھوٹ نمبر ۶۔ نمبر ۴ میں آپ کا یہ لکھنا کہ گورو نانک صاحب جو سمت ۱۵۹۶ میں فوت ہوئے۔ اس کے ۱۳۶ سال بعد گورو گوبند سنگھ صاحب نے وفات پائی بالکل غلط ہے۔ دیکھو ۱۵۹۶ میں اگر ۱۳۶ جمع کئے جاویں تو کل ۱۷۳۲ بنتے ہیں۔ آپ کے حساب سے گورو گوبند سنگھ صاحب کی وفات سمت ۱۷۳۲ بکرمی میں ہونی چاہیئے۔ جو درست نہیں۔ گورو گوبند سنگھ صاحب کی وفات سمت ۱۷۶۵ بکرمی میں ہوئی۔ گویا باوا نانک صاحب کے ۱۶۹ سال بعد۔ بتاؤ اگر وہی الفاظ جو آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کے لئے استعمال کئے ہیں آپ کے لئے لکھے ہیں۔ کہ کیا اس قسم کے دروغ گو کے اعتراض بھی کوئی وزن رکھ سکتے ہیں ہرگز ہرگز نہیں۔ تو کس قدر موزون ہونگے؟

جھوٹ نمبر ۷۔ چونکہ خود بھائی سیوا سنگھ نے حساب کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ ہم انکو اسی طرح قرض واپس کرینگے۔ بھائی صاحب شیخی بگھارتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"اگر مرزائی پارٹی کی طرف سے سکھوں کے خلاف لکھیں۔ آج تک کی کتابیں۔ ٹریکٹ۔ رسالے۔ پمفلٹ اور ہینڈبل وغیرہ جمع کئے جائیں تو وہ لاہور سے دہلی تک جانے والی ۲۷۸ میل لمبی سڑک کو اپنے نیچے ڈھانپ لے۔"

(گورو نانک صاحب اور اسلام ص۲)

خوب ایڈیٹر صاحب مبالغہ ہو تو ایسا ہی ہو۔ کیا آپ کی اس تحریر میں ایک فی صدی بھی صداقت ہے۔ ہاں ایک کو سوا لاکھ اور پانچ کو پانچ لاکھ کہنے والے شخص سے تو تعجب بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ تو مبالغہ کا عادی ہے۔ سنو عقل کے دشمن مبالغہ تو ایک طرف رہا۔ تم اگر میلوں کی تعداد ہی درست کر لیتے تو کیا اچھا ہوتا۔ اعتراض کرتے وقت تو ایسے معلوم ہوتے ہو۔ کہ آپ سے زیادہ حساب جاننے والا کوئی سکھوں میں ہے ہی نہیں۔ اگر ٹائم ٹیبل ہی دیکھ لیتے۔ تو آپ کو معلوم ہو جاتا۔ کہ لاہور سے دہلی ۲۷۸ میل نہیں بلکہ ۳۱۰ میل ہے۔ اب آپ کی حساب دانی کہاں گئی۔ کاش بھائی صاحب اس ذلت سے عبرت حاصل کریں۔ اور احمدیہ جماعت کے منہ آنے سے باز رہیں۔ ورنہ سوائے ذلت اور رسوائی کے اور کچھ نہ حاصل ہو گا۔

السلام علیکم اور بھائی سیوا سنگھ

ہماری جماعت کی طرف سے ہمیشہ یہ بتایا جاتا ہے کہ بابا نانک صاحب مسلمانوں سے ملتے وقت السلام علیکم کہا کرتے تھے اور اس کے ثبوت میں جنم ساکھی بالا ص۱۳۷ و ص۲۷۴ و ص۵۹۲ و پوراتن جنم ساکھی کا ص۱۳۷ پیش کیا جاتا ہے اس پر بھائی سیوا سنگھ صاحب نے ایک ٹریکٹ "پیغام صلح یعنی واہگوروجی کا خالصہ سری واہگوروجی کی فتح کی فضیلت" لکھ مارا۔ اور اس میں یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی کہ السلام علیکم یا نمستے یا اور دوسرے مذاہب کے سلاموں میں سے "واہگوروجی کا خالصہ" وغیرہ کہنا ہی فضیلت رکھتا ہے۔ حالانکہ بھائی صاحب کو جاننا چاہیئے تھا۔ کہ یہ سلام یعنی "واہگوروجی کا خالصہ" تو گورو گوبند سنگھ صاحب نے ایجاد کیا ہے۔ اور جو آٹھ گورو پہلے ہو گذرے ہیں۔ وہ اس سے محروم رہے ہیں۔ گورو نانک تو السلام علیکم کہا کرتے تھے۔ بلکہ واہگورو سے پہلے سکھوں میں "پیری پونا" کہا جاتا تھا۔ اگر یہ درست نہ تھا۔ اور اپنے اندر نقص رکھتا تھا۔ تو تمہارے پہلے بزرگ اس پر کیوں کاربند رہے۔

جھوٹ نمبر ۸۔ پھر آپ السلام علیکم پر اس طرح خامہ فرسائی کرتے ہیں۔

"جب دو مسلمان آپس میں ملیں تو ان میں سے ایک دوسرے کو کہتا ہے "السلام علیکم" دوسرا جواب میں کہتا ہے۔ وعلیکم السلام ان ہر دو فقروں کے معنے یہ ہیں۔

ال - تاکید کے لئے ہے
سلام - سلامتی
علیہ - پر
کم - صیغہ واحد ہی کا تجھ

و - اور
علیہ - پر
کم - تجھ
سلام - سلامتی

اس طرح پہلا آدمی دوسرے کو کہتا ہے "سلامتی ہو تجھ پر"۔ وہ آگے جواب میں کہتا ہے۔ "اور تجھ پر سلامتی ہو"

ناظرین جب ہم کسی شخص سے ملیں تو بپاس ادب و احترام ہمارا فرض ہے۔ کہ انکو کسی ایسے لفظ سے مخاطب کریں۔ جس سے اس کی عزت میں

فرق نہ آئے۔ آپ نے دیکھا ہو گا۔ کہ معمولی گفتگو کے موقع پر بھی انسانی سوسائٹی کا قاعدہ ہے کہ جب کسی دوسرے شخص کو مخاطب کیا جاوے۔ تو کوئی ایسا لفظ استعمال کیا جائے۔ جو صیغہ جمع کا ہو۔ جیسا کہ آپ۔ حضور۔ آنجناب وغیرہ۔ لیکن اگر کسی شخص کو مخاطب کرتے ہوئے "تجھ کو" "تم کو" وغیرہ صیغہ واحد سے مخاطب کیا جائے۔ تو یہ نہ صرف متکلم کے بے ادب ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ بلکہ جس کو ان الفاظ سے مخاطب کیا جائے وہ اس میں اپنی سُبکی اور توہین تصور کرتا ہے۔ اور اس سے اس کی سبکی اور توہین مقصود ہے۔

السلام علیکم۔ وعلیکم السلام کے فقرات میں آپس میں ملنے والے ہر دو ایک دوسرے کو "تجھ" کے لفظ سے پکارتے ہیں جو کسی صورت میں بھی جائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔

دوم۔ لفظ تجھ کو استعمال نہ صرف صیغہ واحد کا ہونے سے ہی باعث توہین ہے۔ بلکہ ایک دوسرے کی علیحدگی کو ظاہر کرتا اور آپس کی "تو تو" "میں میں" کی جذبات کو بھڑکانے کا موجب ہوتا ہے پس یہ الفاظ بھی اپنے اندر کوئی ایسی خوبی نہیں رکھتے جس سے ان کو قبول کیا جا سکے"

(پیغام صلح ص۱۵ و ص۱۶)

جواب۔ واہ بھائی صاحب واہ جناب نے علم کا دریا ہی بہا دیا۔ اور علم کا بے بہا خزانہ جو مدت مدید سے مدفون تھا۔ اس کے اظہار کا شرف صرف آپ ہی کے حصہ میں تھا۔ کاش کہ سکھ حضرات آپ کو شہید سکھ مشنری کالج میں عربی کا پروفیسر مقرر کر لیں۔ بلکہ جناب کی ذات مبارک پر جتنا ناز کریں تھوڑا ہے۔ بھلا آپ جیسے لائق عربی زبان کے فاضل اور علم گیان کے بھنڈار جس قوم میں موجود ہوں۔ اس کی ترقی کا کس کو انکار ہو سکتا ہے۔ کُم کو صیغہ واحد بتلانا صرف آپ ہی کی علمی تحقیق کا نتیجہ ہے۔ اگر آپ لکھتے وقت کسی معمولی مسجد کے ملاں سے ہی پوچھ لیتے کہ کیا کُم صیغہ واحد کا ہے تو وہی آپ کو سمجھا دیتا۔ اور کئی صفحات سیاہ نہ کرنے پڑتے اور اتنی ذلت و رسوائی نہ اٹھانی پڑتی۔ آپ کی ساری ہرزہ سرائی کُم کے صیغہ واحد ہونے پر ہے۔ سو واضح ہو کہ عربی زبان میں واحد مخاطب کا صیغہ کُم نہیں ہے بلکہ "کَ" ہے۔ علیکم میں کُم کو واحد مخاطب کا صیغہ قرار دینا آپ کی غلطی اور عربی زبان سے بے بہرہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ مذکر و مؤنث کے مخاطب جو چھ صیغے ہوتے ہیں انہیں ذیل میں درج کرتا ہوں۔

السلام علیکَ ۔ السلام علیکما۔ السلام علیکم
السلام علیکِ ۔ السلام علیکما ۔ السلام علیکُنَّ

پہلے تین مذکر مخاطب کے صیغے ہیں۔ اور دوسرے تین مؤنث مخاطب کے اور اس مندرجہ بالا نقشہ سے ظاہر ہے کہ السلام علیکم میں "کُم" جمع کا صیغہ ہے نہ کہ واحد کا۔ میں آپ کو اور آپ کے حمائتیوں کو اور خاص کر سردار اتم سنگھ صاحب بی۔ اے اور سردار امر سنگھ صاحب بی۔ اے خالصہ کالج امرتسر کو جن کا ریویو "سنو دو گریجویٹ کیا کہتے ہیں" کے عنوان سے آپ کے ٹریکٹوں پر مرقوم ہے۔ کھلا چیلنج دیتا ہوں۔ کہ آپ عربی کی چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی کتاب سے کُم کا صیغہ واحد ہونا دکھا دیں۔ تو مبلغ پچاس روپے بطور انعام دوں گا۔ لیکن یاد رکھو تمہارے چھوٹے اور بڑے تمام ملکر بھی زور لگائیں تو کبھی نہ دکھا سکیں گے۔ پس کُم کے صیغہ جمع ہونے سے آپ کی ساری تحریر باطل ہو جاتی ہے۔

جھوٹ نمبر ۹۔ بھائی صاحب فرماتے ہیں:۔

(۱) "یہی وجہ ہے۔ کہ ہندو ان کو (گورونانک کو) اپنا مصلح۔ آریہ سماجی۔ ریفارمر۔ مسلمان اپنا پیر عیسائی اپنا دستگیر کہہ کر پھولے نہیں سماتے۔

(۲) "جب سکھوں کو یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ گورو نانک صاحب کو ہندو اپنا ہادی۔ مسلمان اپنا رہنما عیسائی اپنا ریفارمر کہتے ہیں"

(گورونانک اور اسلام ص۵ و ۶)

(۳) "مسلمانوں کا یہ دعویٰ کہ گورونانک صاحب ان کے نجات دہندہ تھے" (افضل الانبیاء و پیغمبروں کے شہنشاہ گورونانک ص۲۴)

جواب۔ ہم تو صرف گورونانک صاحب کو ایک پکا حاجی صوفی دین اسلام کا حقیقی خادم خدا رسیدہ بزرگ، نو مسلم سمجھتے ہیں اور ہمارے دلوں میں آپ کی بہت عزت و قدر ہے۔ لیکن نجات دہندہ نہیں سمجھتے۔ یہ بھائی صاحب کی غلط بیانی ہے اور نہ ہی کوئی آریہ سماجی ان کو اپنا ریفارمر سمجھتا ہے۔ بلکہ آریہ تو آپ کو حقارت کی نظر سے دیکھتے اور ان کو جاہل سمجھتے ہیں۔ اس کے لئے اگر بھائی صاحب آریہ سماج کے بانی پنڈت دیانند کی کتاب ستیارتھ پرکاش کا گیارہواں باب پڑھ لیتے تو یہ کبھی لکھنے کی جرأت نہ کرتے۔ کہ آریہ سماجی گورو نانک کو اپنا ریفارمر مانتے ہیں۔ پھر نہ ہی کوئی عیسائی گورو صاحب کو اپنا دستگیر اور ریفارمر مانتا ہے۔ یہ بھی "بھائی صاحب کی کذب بیانی ہے۔ جس میں وہ لاثانی ہیں"

جھوٹ نمبر ۱۰۔ آگے چل کر بھائی سیوا سنگھ صاحب ماسٹر عبدالرحمن صاحب بی۔ اے۔ سابق سردار مہر سنگھ صاحب پر برستے ہوئے لکھتے ہیں۔

سوال ماسٹر صاحب "گرنتھ صاحب میں لکھا ہے کہ

بے نماز اکُتیا ایہہ نہ بھلی ریت
کبھی چل نہ آیا پنجے وقت مسیت (محلہ ۵)

اس شلوک میں مسجد میں جانے اور نماز پڑھنے کا حکم ہے۔

جواب سیوا سنگھ "مولوی صاحب نے یہ شبد محلہ ۳ کا بتایا ہے۔ جو سراسر غلط ہے۔ یہ محلہ ۲ کا

شبد نہیں بلکہ فرید کا ہے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ جن لوگوں کو یہ بھی معلوم نہیں۔ کہ یہ کلام کس کا ہے۔ ان کو اعتراض کرنے کا کیا حق ہے۔ اگر بی۔ اے کی ڈگری نام کے ساتھ لکھنے سے یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ جو واہی تباہی جی میں آئے۔ لکھ لی جائے تب ہم شیخ سعدی کا یہ مشہور شعر سنانے میں مجبور ہونگے

خر عیسےٰ گر بمکہ رود ؎ چوں بیاید ہنوز خر باشد"

(نور کا فتور صفحہ ۴۶ و ۴۷)

ناظرین حضرت شیخ فرید صاحب کے کل شلوک ۱۳۰ بتائے جاتے ہیں۔ جیسا کہ گورمت سدھانت اور بانی بیورا سے ظاہر ہے۔ حالانکہ ان شلوکوں میں محلہ ۳ یعنی گورو امرداس صاحب کے ۳ کے قریب شلوک موجود ہیں۔ دیکھو شلوک ۱۳۔ ۵۲۔ ۱۰۴ اور کچھ محلہ ۵ یعنی گورو ارجن صاحب کے دیکھو شلوک نمبر ۷۵۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۱۰۵۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱ اور باقی ۱۲۵ سے ۱۳۰ تک کے شلوکوں کے مصنف کا نام مفقود ہے نا معلوم یہ کس بھائی کی کرپا سے گرنتھ صاحب میں درج ہو گئے ہیں۔ اب ایسے حالات میں فرید صاحب کے ۱۳۰ شلوک بتانا کس طرح درست ہو سکتا ہے جبکہ اس میں محلہ ۳ و محلہ ۵ نا معلوم شخص کے شلوک موجود ہیں۔ جس سے سادھارن دوالوں کو مغالطہ لگنے کا امکان ہے۔ چونکہ بانی کے اوپر محلہ ۳ درج تھا۔ ماسٹر صاحب نے غلطی سے محلہ ۳ لکھ دیا۔ جیسا کہ تمام سکھ غلطی سے ان سب شلوکوں کو فرید صاحب کے شلوک بتلاتے ہیں پس ہم نہیں سمجھتے کہ جن لوگوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ کلام کس کا ہے۔ ان کو اعتراض کرنے کا کیا حق ہے ان کے متعلق اگر وہی شیخ سعدی والا شعر ان کے حق میں لکھا جاوے۔ تو بجا ہو گا۔

خر عیسےٰ اگر بمکہ رود ؎ چوں بیاید ہنوز خر باشد

دیکھو خدا کی حکمت جس معمولی غلطی پر بھائی صاحب ماسٹر صاحب کو کوستے ہیں۔ وہی غلطی خود بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ اِسی ٹریکٹ میں لکھتے ہیں۔ "گورو نانک صاحب کی کلام کو دیکھا جائے۔ تب معلوم ہوتا ہے کہ جب آپ پاک پٹن گئے تب وہاں مجاوروں نے سوال کیا۔

پاڑ پٹولا دھج کری کملڑی پہریو !!
جینی ویسی شوہ ملے سائی ویس کریو !

یعنے کپڑوں کو پھاڑ کر ٹکڑے کردوں اور کمل ایک لے لیا جائے۔ جس لباس پر خاوند مل جائے۔ وہی لباس اختیار کر لوں۔

جواب میں گورو نانک صاحب نے فرمایا

کا ہے پٹولا پاڑتی کملڑی پہریو
گھر ہی بیٹھیاں شوہ ملے جے نیت راس کریو

یعنے کپڑوں کو پھاڑ کمل لے لینا فضول ہی اگر نیت صاف ہو۔ جس سے کہ گورو صاحب وہاں کے مجاوروں سے کچھ سیکھنے کے لئے ان کے پاس نہیں گئے۔ بلکہ...... مسلمان معبدوں پر جاکر وہاں کے مجاوروں کو غلط راہ سے نکال کر خدا کے وصال کا اصلی طریقہ بتایا"

(نور کا فتور صفحہ ۱۸ و ۱۹)

ناظرین بھائی صاحب بتاتے ہیں کہ گورو نانک صاحب پاک پٹن میں مجاوروں سے کچھ سیکھنے نہیں گئے۔ بلکہ ان کو غلط راہ سے نکال کر سیدھے راہ پر چلانے گئے۔ چنانچہ مجاوروں نے سوال کیا اور گورو نانک نے جواب دیا۔ کہ "کا ہے پٹولا پاڑتی کملڑی پہر لو" شلوک کہا۔ بھائی صاحب نے یہ شلوک گورو نانک صاحب کا بتایا ہے۔ جو سراسر غلط اور جھوٹ ہے۔ یہ محلہ ۳ کا شلوک ہے جو گورو نانک کی وفات کے بعد تصنیف ہؤا۔ بھلا اس عقل کے دشمن سے کوئی پوچھے کہ جب یہ شلوک ہی گورو نانک کا نہیں تو پاک پٹن میں مجاوروں کو جواب میں اس کا پڑھنا بھی غلط ہو گیا۔ اور ان کو سکھانے اور سیدھے راہ چلانے کا فرضی قصہ بھی بناوٹی ہو گیا۔ کیا ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب پر اعتراض کرنے والے صاحب خود غور فرمائیں گے۔ بھلا جس کو اپنے گھر کی ہی خبر نہیں وہ کس منہ سے اعتراض کرنے کا حق رکھتا ہے۔ کیا اب بھائی صاحب پر بھی وہی شیخ سعدی والا شعر چسپاں نہیں ہوتا۔ کہ

خر عیسےٰ اگر بمکہ رود ؎ چوں بیاید ہنوز خر باشد

جھوٹ نمبر ۱۱۔ بھائی صاحب ماسٹر صاحب کی معمولی سی غلطی پر تو اتنے سیخ پا ہوئے کہ ہوش حواس اُڑ گئے۔ لیکن جناب کو اپنی خبر ہی نہیں کہ آپ ان سے بڑھ کر ایسے حوالجات گورو بابا نانک صاحب کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔ جن سے ان کا دور کا تعلق بھی نہیں۔ چنانچہ بھائی صاحب لکھتے ہیں۔

"کوئی بولے رام رام کوئی خدائے
کوئی سیوے گسائیاں کوئی اللہ
کارن کرن کریم ؎ کرپا دھار رحیم
کوئی نہائے تیرتھ کوئی حج جائے
کوئی کرے پوجا کوئی سر نوائے
کوئی پڑھے بید کوئی کتیب !
کوئی اوڑھے نیل کوئی سپید
کوئی کہے ترک کوئی کہے ہندو
کوئی باچھے بہشت کوئی سرگندو
کہو نانک جن حکم پچھاتا
پربھ صاحب کا تن بھید جاتا

یعنی کوئی رام رام رٹتا ہے۔ کوئی خدا خدا کر کے پکارتا ہے۔ کوئی گوسائیں گوسائیں کہتا ہے کوئی اللہ اللہ واہگورو اس دنیا کی علت اولیٰ ہے۔ جو کریم و رحیم ہے۔ کوئی تیرتھوں میں غسل کرتا ہے کوئی حج کے لئے کعبہ کو جاتا ہے۔ کوئی نیلا رنگ جائز

ٹھہراتا ہے۔ کوئی سفید کا استعمال واجب بتاتا ہے۔ کوئی وید پڑھتا ہے۔ کوئی قرآن رٹتا ہے کوئی پوجا کرتا ہے۔ کوئی سجدے میں پڑا ہے۔ کوئی اپنے ہندو ہونے پر فخر کرتا ہے کوئی مسلمان ہونے پر نازاں ہے۔ کوئی بہشت کا متلاشی ہے کوئی سورگ کا۔ مگر گورو نانک صاحب فرماتے ہیں۔ جن لوگوں نے خدا کا حکم جانا اور مانا خدا کی بارگاہ میں وہی مقبول ہوئے"

(افضل الانبیاء حـ۲ وصـ۲۲)

ناظرین یہ شبد جو بھائی صاحب نے گورو نانک صاحب کی طرف منسوب کر کے لکھے ہیں۔ یہ گورو نانک صاحب کے نہیں یہ بھائی صاحب کی کذب بیانی ہے۔ یہ شبد رام کلی محلہ ۵ یعنی گورو ارجن صاحب کے ہیں۔ پس بھائی صاحب کے اس قول کے مطابق کہ "ہم نہیں سمجھتے کہ جن لوگوں کو یہ بھی معلوم نہیں۔ کہ یہ کلام کس کا ہے۔ انکو اعتراض کرنے کا کیا حق ہے" یہی فتویٰ بھائی سیوا سنگھ پر عائد ہوتا ہے۔ ([illegible])

آہ! شیخ غلام احمد مرحوم

اخبار لکھا جا چکا تھا کہ اچانک یہ رنج والم کی خبر آئی کہ حضرت مسیح موعودؑ کے بہت پرانے صحابی اور سلسلہ احمدیہ مشہور حق گو واعظ شیخ غلام احمد صاحب نومسلم ۱۲ اکتوبر کو ۹½ بجے قبل دوپہر وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم صرف چار یوم بیمار رہے آپکے جانب چپ فالج کا حملہ ہوا جس سے تا وفات بے ہوش رہے۔ مرحوم جن خوبیوں کا وارث تھا۔ اسکے اظہار کی اسوقت اخبار میں گنجائش نہیں۔ انشاء اللہ آیندہ کسی موقعہ پر لکھا جائیگا۔ مرحوم کے دو صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں اور ایک بیوہ ہے اللہ تعالےٰ ان سب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو اپنے قرب خاص سے شرف بخشے ہمیں اس صدمہ میں آپ کے تمام خاندان اور لواحقین سے دلی ہمدردی ہے۔ مرحوم نومسلم تھے مگر اسلام کے فدائی سلسلہ احمدیہ اور خاندان رسالت×

×کے سچے شیدائی۔ عابد شب بیدار۔ فراخ حوصلہ۔ علانیہ و پوشیدہ طور پر نہایت خیرات وصدقات کرنے والے تھے۔ بعد نماز عصر حضرت امیر المومنین نے نماز جنازہ پڑھائی اور

وصیت!

نقل وقف نامہ

منکہ فدا حسین خان احمدی خلف محمد فخر الدین خان مرحوم قوم افغان ساکن شاہجہان پور محلہ گاڈیپورہ میں سالم موضع پنڈرہ سکندر پور تحصیل شاہجہان پور کا نمبردار و مالک و قابض و متصرف ہوں۔ یہ موضع بوراثت والد مرحوم مجھے اور میرے بھائی محمد علی حسین خان کو ملا ہے۔ اس لئے ہم دونوں بھائی اس موضع میں کامل نصف نصف کے مالک ہیں۔ بوجہ کلانیت نمبرداری قابض و مہتمم اس موضع کا منمقر ہے۔ موضع کی آمدنی دونو بھائی بالبسویہ تقسیم کر لیتے ہیں۔ موضع مذکور کی خالص آمدنی بعد وضع مالگذاری سرکاری مبلغ تین ہزار چار سو ستتالیس روپیہ سالانہ ہے۔ اسمیں میرا نصف حصہ بقدر مبلغ ایک ہزار سات سو تئیس روپے تیرہ آنے سالانہ کی ہے۔ جس کو میں اپنے ذاتی تصرف میں لاتا ہوں۔ چونکہ میں ایک عرصہ سے بطیب خاطر و برضا و رغبت خود خالص نیت کے ساتھ اس حصہ جائداد کو فی سبیل اللہ وقف کرنے کا ارادہ کر چکا ہوں۔ اس لئے آج بحالت صحت نفس و ثبات عقل و قیام ہوش و حواس اپنے حصہ واقع موضع پنڈرہ سکندر پور قیمتی بارہ ہزار روپیہ کو فی سبیل اللہ وقف کرتا ہوں۔ آج کی تاریخ سے یہ جائداد مذکور میں اپنا تعلق ملکیت منقطع کر کے وقف کرتا ہوں آج کی تاریخ سے یہ جائداد ملک خدائے تعالےٰ منصور ہو۔ یہ وقف تمام شرائط مذہبی و شرعی کے مطابق کامل و قطعی ہے۔ آج کی تاریخ سے اس جائداد سے اپنا قبضہ مالکانہ اٹھاتا ہوں۔ اب یہ جائداد میرے قبضہ مالکانہ سے نکل کر صرف متولی کی حیثیت سے میرے قبضہ میں رہے گی۔ چونکہ وقف کے لئے متولی کا تقرر ضروری ہے اس لئے میں سب سے پہلے طریقہ تولیت کی صراحت ضروری خیال کرتا ہوں۔ سب سے پہلا متولی اپنی حیات تک میں خود رہوں گا۔ پس آج کی تاریخ سے جائداد موقوفہ مصرحۂ بالا کا قبضہ میرے پاس بحیثیت متولی منصور ہوگا۔ مجھے اختیار ہے کہ میں اپنی زندگی میں کسی دوسرے کو متولی مقرر کر کے خود اس بار سے سبکدوش ہو جاؤں۔ لیکن ہر حال میں خواہ میں اپنی حیات تک کاروبار تولیت خود انجام دوں یا کسی دوسرے کو متولی مقرر کروں۔ میری زندگی کے بعد اس تمام جائداد موقوفہ کی تولیت صدر انجمن احمدیہ قادیان پر منتقل ہو جائے گی۔ اور میری وفات پر ہر ایک شخص کا حق تولیت ساقط ہو جائیگا۔ جس کو میں نے اپنی زندگی میں اپنی جانب سے متولی مقرر کیا تھا۔

ہر متولی وقف پر لازم ہوگا۔ کہ اُن اغراض و مقاصد وقف کی کما حقہٗ پابندی کرے جن کی صراحت اس کے بعد کی جاتی ہے۔ ان مقررہ اغراض و مقاصد سے کسی متولی کو تجاوز کا حق نہ ہوگا۔ البتہ میں اپنے لئے یہ حق محفوظ رکھتا ہوں۔ کہ اغراض و مقاصد مصرحۂ ذیل کے مدات ۱ و ۲ کے سوا بقیہ مدات وقف میں میں اپنی زندگی میں کوئی ترمیم یا تبدیلی کر سکوں گا۔ یعنے سوائے مدات ۱ و ۲ کے دیگر مدات کے اشخاص مستحق استفادہ کو آمدنی وقف کے استفادہ سے کلیتہً یا جزءً محروم کر سکوں گا۔ اغراض و مقاصد وقف جن میں جائداد موقوفہ کی آمدنی صرف ہونا چاہیئے۔ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ چونکہ میری غرض اس جائداد کے وقف کرنے سے یہ ہے کہ میں اپنے لئے کچھ زاد آخرت جمع کر دوں۔ اس لئے سب سے پہلے اور سب سے

مقدم مصرف اس وقف کا یہ ہے۔ کہ جائداد کی سالانہ آمدنی سے اوّلاً ایک سو بیس روپیہ سالانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو اشاعت اسلام و تبلیغ قرآن پرورش و تعلیم یتامیٰ کے لئے ہمیشہ ہمیشہ ادا کئے جاتے رہیں۔ اور چوبیس روپیہ سالانہ سکرٹری صدر انجمن احمدیہ شاہجہانپور کو بغرض تبلیغ دیا جائیگا۔ اس کے بعد جو آمدنی باقی رہے اس کو حسب ذیل صراحت کے مطابق میرے ورثاء ذوی القربیٰ میں تقسیم کیا جائے۔

۲ چھ سو روپیہ سالانہ میری زوجہ انور جہاں بیگم کو تاحیات اور ان کی وفات کے بعد ان کے برادر زادہ شمس الدین ولد فصیح الدین صاحب کو تاحیات

۳ ایک سو اسّی روپیہ سالانہ میری ہمشیرہ صغریٰ بیگم زوجہ ہدایت حسین خان کو تاحیات اور بعد ان کی وفات کے اگر ان کے شوہر ہدایت حسین خان زندہ رہیں۔ تو تاحیات ان کو منجملہ ایک سو اسّی کے ایک سو بیس روپے سالانہ۔

۴ مبلغ ساٹھ روپیہ سالانہ میرے ہمشیرہ زادہ امتیاز علی خان کو تاحیات اور بعد ان کی وفات کے اگر ان کی موجودہ زوجہ مسماۃ جعفری بیگم زندہ رہیں۔ تو تاحیات مسماۃ مذکورہ کو۔

۵ مبلغ ساٹھ روپیہ سالانہ میری دوسری منجھلی ہمشیرہ کی نواسی نابالغہ مسماۃ جمیلہ بنت لطافت علی خان مرحوم کی پرورش کے واسطے جس کے ماں اور باپ زندہ نہیں ہیں۔ تا عقد اور بعد عقد یہ رقم اس کے ماموں اور میرے ہمشیرہ زادہ عزیز الحسن میاں کو تاحیات اور بعد ان کے اگر ان کی موجودہ زوجہ زندہ رہے تو تاحیات مسماۃ مذکورہ کو سالانہ دیئے جائیں۔

۶ مبلغ ساٹھ روپیہ سالانہ برادر عمزاد مسمی نیاز حسین خان کی بیوہ مسماۃ سکینہ بیگم کو تاحیات اور بعد ان کی وفات کے ان کے فرزند بطنی مسمی حسین احمد خان کو تاحیات۔

۷ مبلغ ساٹھ روپیہ سالانہ برادر ماموں زاد مسمی عنایت احمد خان مرحوم کے فرزند مسمی عزیز احمد خان نابالغ کو تاحیات۔

۸ مبلغ پانچ روپے سالانہ مسماۃ الطاف بیگم زوجہ حاجی برکت علی خان ساکن محلہ بجلی پورہ جو میری ہمشیرہ پھوپھی زاد ہیں۔ ان کو بطور تیوہاری عیدین مطابق رسم آبائی دیئے جائیں۔ اور بعد ان کی وفات کے مسماۃ اشتیاق بانو جو ان کی پوتی ہوتی ہیں۔ تاحیات باقی رہیں۔

ان جملہ مصارف و وظائف کی ادائی کے بعد جو رقم میرے حصہ آمدنی موضع بندرہ سکندر پور سے باقی رہے گی۔ وہ اپنی حیات تک لیتا رہونگا اور بالآخر ہر ایک مستحق آخر کی وفات کے بعد جن کا ذکر بصراحت اوپر کیا گیا ہے اسکے حصہ کی رقم بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان منتقل ہو جائیگی۔ اس طرح پر بطور انجام کار جملہ جائداد موقوفہ اور اس کی آمدنی صدر انجمن احمدیہ قادیان کے حق میں منتقل ہو جائے گی۔ اور وہ قطعی و کامل مالک اس جملہ جائداد موقوفہ کی ہو جائیگی۔ انجمن احمدیہ قادیان ایک رجسٹری شدہ باضابطہ انجمن ہے جس کی رجسٹری حسب قانون ہو چکی ہے۔ اس لئے جو وقف اس کے حق میں کیا گیا۔ یا اس وقف نامہ سے جو جائداد یا آمدنی بالآخر اس کو پہنچے گی اسکی مستحق انجمن مذکورہ یا جو انجمن یا ایسوسی ایشن اس کی قائم مقام قرار پائے وہ اس جائداد کی بھی مستحق متصور ہو۔ اور اگر انجمن کا وجود باقی نہ رہے تو خلیفۃ المسیح قادیان جو وقت کا خلیفہ ہو اس جائداد موقوفہ کا متولی و مستحق ہوگا۔ اور آمدنی اس جملہ جائداد کی اشاعت اسلام و تبلیغ قرآن و پرورش و تعلیم یتیماں میں خلیفہ وقت کے منشاء کے مطابق صرف کی جائے گی۔ فقط

تحریر تاریخ ۲۶ر جنوری ۱۹۳۰ء بقلم محمد حسین انجم رقم شاہ جہان پور۔

اسٹامپ قیمتی ساٹھ روپیہ

مکرر یہ کہ اراضی معافی ہزاری سنگھ والی جو پٹی شمالی میں ہے اور درختان باغ قلمی پٹی شمالی و درختان باغ گوہر والا جو پٹی شمالی میں ہے۔ اور اراضی کھیت باغ گوشت ٹیں والی جو بھون و بہاری پاسیان کی کاشت میں ہے۔ پٹی جنوبی والی جس کے مالک تنہا مسمی محمد علی حسین خان برادر اصغر منفرد ہیں۔ لیکن کاغذات میں نام میرا بھی درج ہے وہ اس وقف سے مستثنیٰ رہے گی۔ فقط۔ محمد فدا حسین خان بقلم خود

العبد۔ محمد فدا حسین خان احمدی بقلم خود۔

گواہ شد۔ عبد القدیر احمدی ولد حافظ مولا بخش مرحوم قوم شیخ ساکن شاہجہانپور محلہ بہادر گنج بقلم خود

گواہ شد

حافظ سخاوت علی احمدی ولد حاجی امام بخش مرحوم قوم شیخ ساکن شاہ جہان پور محلہ بارڑوزی بقلم خود

گواہ شد

رگھوناتھ سہائے وکیل شاہجہان پور بخط انگریزی ۲۷ر جنوری ۱۹۳۰ء

گواہ شد۔ لچھمی نرائن گپتا ایڈووکیٹ بخط انگریزی۔ گواہ شد۔ قریشی نثار احمد احمدی وکیل شاہجہان پور۔ گواہ شد۔ معصوم علی خان ولد ناظم علی خان ساکن محلہ رنگ محلہ بقلم خود۔ گواہ شد۔ ایس۔ این بنرجی۔ زمیندار سابق سپرنٹنڈنٹ پولیس یو۔ پی۔ و راجپوتانہ۔ ساکن شاہ جہان پور۔ ۲۷ر جنوری ۱۹۳۰ء بخط انگریزی۔

۲۷ر جنوری ۱۹۳۰ء درمیان ۲ و ۳ بجے دن رجسٹری ہوئی۔ معصوم علی خان و حاجی نعمت اللہ خان نے شناخت مقر کی۔ نعمت اللہ خان گواہ کو سب رجسٹرار پہچانتے ہیں ایڈیشنل بک میں نمبر ایک جلد ۳۴۷ کے صفحات ۱۳۸ پر بتاریخ ۲۸ر جنوری ۱۹۳۰ء رجسٹری کی گئی۔

نوٹ۔ آج بتاریخ ۱۳ر فروری ۳۵ء کل روپیہ مع بقایا ۳۴-۱۹۳۳ء تک بذریعہ چک الہ آباد بنک جناب بھائی صاحب کو ادا کر دیا گیا۔

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں میر قاسم علی پرنٹر و پبلشر نے چھپوا کر فاروق منزل قادیان سے شائع کیا)